اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

مِصْبَاحُ العَاشِقِیْن

یعنی

اعلیٰ حضرت غوث دوران قطب زمان مولانا و مقتدانا شاہ
فضل رحمٰن قدس سرہٗ کی مبارک سوانح عمری

از

منشی فاضل سید ظہور احمد شاہجہانپوری

حسب فرمایش

جناب شیخ محمد عظیم اللہ صاحب تاجر کتب چوک بزازہ کانپور

باہتمام محمد عبد الواحد مطبع انتظامی کانپور میں چھپی

بشکریہ جناب خلیل احمد رانا صاحب

رجسٹر پیشکش: نعیم محمد احمد تارازی

نذر

مین نہایت ادب کے ساتھ یہ کتاب اپنے
مخدوم و مکرم حضرت مولوی محمد رحمت اللہ
میان صاحب خلف الرشید والا جناب
اعلی حضرت مولانا احمد میان صاحب مدظلہما العالی
کے نام نامی پر معنون کرتا ہون ؎
گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

عقیدت کیش
سید ظہور احمد

مصباح العاشقین

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین۔ والعاقبۃ للمتقین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمدٍ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ اما بعد مجھے مدت سے اشتیاق تھا کہ اعلیٰ حضرت مولانا ومقتدانا شاہ فضل رحمٰن صاحب قدس سرہٗ کی مبارک زندگی کے کچھ واقعات قلمبند کرون لیکن اس خیال کی تکمیل اُن کتابون سے بالکل ناممکن تھی جن مین اعلیٰ حضرت کے واقعات وملفوظات لکھے گئے ہین۔ کیونکہ ہر ایک کتاب کے مؤلف نے تالیف مین اپنی خصوصیت مدنظر رکھی ہے جس سے واقعات بہت محدود ہو گئے ہین ملفوظات جو قلمبند کیے گئے ہین وہ تقریباً ایک ہی اصل کی نقل ہین اور سوانح عمری کی ترتیب مین اُنسے کوئی مدد نہین ملسکتی۔

ایسی صورت مین سوانح عمری کی ترتیب ذاتی کوشش کے بغیر ناممکن تھی۔ چنانچہ مین نے اسی ارادہ کی تکمیل کے لیے اپنے وطن کو خیرباد کہکر گنج مرادآباد شریف مین قیام کیا۔ اور چند دن کے عرصہ مین۔ واقعات کی ترتیب نے کتابی صورت اختیار کی۔

افسوس یہ ہے کہ مین اس قابل قدر کتاب کو دلی آرزو کے مطابق

نہ لکھ سکا۔ اور اگرچہ یہ کتاب اپنے مقاصد کی توضیح مین اسوقت تک بے نظیر ہے لیکن پھر بھی واقعات کو تفصیل کے ساتھ مین نہ بیان کر سکا۔

بات یہ ہے کہ ہمارے ملک مین سوانح عمری لکھنے کا بالکل قاعدہ نہین اور نہ لوگ اسکی ضرورت محسوس کرتے ہین۔

سوانح کی ترتیب اور واقعات کی تفصیل مین مولف کو جبھی کامیابی ہوسکتی ہے کہ اُسے اپنے اظہار مدعا کے لیے مختلف مضامین دستیاب ہون۔

جن ملکون مین ارباب کمال کی سوانح عمریان تالیف کرنے کا دستور ہے اُنمین یہ عام طریقہ ہے کہ عالم حیات مین واقعات جمع کرنے کی کوشش کیجاتی ہے اور بعد مین یہ دقت پیش نہین آتی کہ نہ تو واقعات ملتے ہین نہ کسی واقعہ کی تاریخ معلوم ہوتی ہے۔

جب مین گنج مرادآباد شریف مین حاضر ہوا تو میرا پہلا کام یہ تھا کہ مین نے حاضرین آستانہ علیا کی طبیعتون کے میلان ورجحان پر غور کیا۔ مجھے یہ معلوم کرکے نہایت افسوس ہوا کہ کسی شخص کو ایسے دلچسپ اور مفید کام کی طرف توجہ نہین۔ چنانچہ مین نے بھی اپنا ارادہ اپنے دل ہی مین پنہان رکھا اور میری وہ تمنا جو مجھے کشان کشان اُس مبارک مقام پر لے آئی تھی ایک سربستہ راز بن گئی صورت یہ ہوئی کہ مین ہر ایک سے اپنے مقصد کے متعلق کوئی امر دریافت کرتا اور اُسی وقت وہ بجنسہ لکھ لیتا۔ مجھے اپنی کوشش مین کامیابی ہونے کے لیے زیادہ زمانہ صرف نہ کرنا پڑا کیونکہ اعلیٰحضرت قدس سرہ کے مبارک حالات سُننے کا مجھے جسقدر جوش تھا اُسی قدر لوگ سُنانے کے شائق تھے۔

مین ان واقعات کے اظہار سے پہلے یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہون کہ یہ واقعات مجھ تک کیونکر پہونچے۔

مین نے اِن واقعات مین ایک لفظ بھی اپنی طرف سے شامل نہین کیا۔ اور جو کچھ سُنانے والون کی زبان سے سُنا وہ قلمبند کر لیا۔

مین عالی جناب مولوی رحمت اللہ میا نصاحب خلف الرشید حضرت احمد میا نصاحب مدظلہ اور جناب منشی نیاز احمد صاحب جنھین حضرت قبلہ سے خاص رشتہ قرابت ہے۔ اور جناب مولوی حکیم عبد الغفار صاحب کا جو ایک زمانۂ دراز تک اعلیٰ حضرت کی خدمت مین حاضر رہے ہین شکر ادا کرتا ہون کہ یہ واقعات انھین حضرات سے معلوم ہوئے۔ اور مجھے یہ ظاہر کرکے خوشی ہے کہ یہ معزز صاحبان اِن تمام واقعات کی صحت اور واقعیت کے ذمے دار ہین بعض باتین حضرت قبلہ سے بھی معلوم ہوئین جو جا بجا درج کر دی گئی ہین۔

میرے محدود خیال مین یہ کتاب جس مقصد کے لیے لکھی گئی اُسمین نسبۃً ضرور کامیابی حاصل ہوئی۔

کتاب کی ترتیب مین مجھے اس بات کا بھی خیال ہوا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ملفوظات کا ایک حصہ بھی شامل کیا جائے لیکن عدم واقفیت کی وجہ سے مین یہ ارادہ پورا نہ کرسکا اور جو ملفوظات بعض رسالونمین میری نظر سے گذرے اُنکی واقعیت کا میرے بدگمان دل کو پورا پورا وثوق نہ ہوا۔ میرا یہ بھی ارادہ تھا کہ مین اِس کتاب مین کچھ مضامین تصوف اور خاصکر وہ سلسل خیالات جو اعلیٰ حضرت کے مُبارک دل و دماغ کے روشن نتیجے ہین شامل کرون۔ لیکن جب مین نے غور کیا تو سوانح عمری سے اُنکا تعلق کچھ ایسا زیادہ نہ پایا کہ مین اُنکے لکھنے پر مجبور ہوتا۔ ہان اگر ناظرین نے اِس کتاب کو جو بحیثیت میری ناچیز تالیف کے ایک ناچیز تحفہ ہے مقبولیت کی نظر سے دیکھا اور میری ہمت افزائی کی تو مین تصوف کے اُن مضامین کو صاف اور سلیس اُردو مین قلمبند کرکے اپنے قدر دانون کے سامنے ضرور پیش کرونگا جنھین طریقۂ علیہ حضرات نقشبندیہ و قادریہ رضوان اللہ علیہم سے خاص تعلق ہے اور

اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے افادات معنوی کا آئینہ ہین۔

آخر مین نہایت مسرت کے ساتھ مین اپنے قدیمی کرم فرما اور محسن مہمان نواز جناب شیخ محمد عظیم اللہ صاحب تاجر کتب کانپوری کا شکریہ ادا کرتا ہون جنکی توجہ سے یہ کتاب شائع ہوئی۔ میری دعا ہے کہ خدا اِن کو دین و دنیا کی وجاہت عطا فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

عقیدت کیش۔

سید ظہور احمد شاہجہانپوری

۲۰ رصفر المظفر ۱۳۲۴ھ

بشکریہ جناب خلیل احمد رانا صاحب
پیشکش:۔ محمد احمد ترازی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام و نسب مولانا و مقتدانا حضرت فضل رحمن قدس سرہٗ بن حضرت شیخ اہل اللہ بن حضرت محمد فیاض بن حضرت محمد برکت اللہ بن حضرت نور محمد بن حضرت عبد اللطیف بن حضرت عبد الرحیم بن حضرت مخدوم العارفین مصباح العاشقین شیخ محمد رضوان اللہ علیہم اجمعین -

وطن - قصبۂ ملاوان آپ کا قدیمی وطن ہے جس مین سب سے پہلے آپ کے مورث اعلیٰ حضرت شیخ محمد مصباح العاشقین قدس سرہٗ قیام پذیر ہوئے -

یہ قصبہ ضلع ہردوئی ملک اودھ مین گنج مرادآباد شریف سے تین کوس کے فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے اہل ہنر اور اہل کمال کا یہ قدیمی مسکن ہے - ہندوستان کے بہت سے بدلتے ہوئے رنگ اس نے دیکھے اور اپنی جگہ پر قائم رہا - یہ قدیم قصبہ اسوقت سے آباد ہے جب کہ ہدایت کا تارا فاران کی چوٹیون پر چمکا اور اسکی چمکیلی شعاعین دنیا کا ظلمت کدہ روشن کرنے لگین - اسوقت جس طرح تمام ہندوستان پر کفر و ضلالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی اسیطرح اس چھوٹی سی بستی پر بھی بت پرستون کا تسلط تھا -

لیکن جب مسلمانون کی فتح و نصرت کا نور مشرق سے عکس فگن ہوا اور رفتہ رفتہ

اُن کا قدم آریہ ورت کی سرزمین پر جمنے لگا تو کچھ دنون بعد اس قصبے مین بھی چند مسلمان گھرون کا جدید اضافہ ہوا۔

حضرت مصباح العاشقین اور بہت سے بزرگان دین اسکی خاک دامنگیر کی آغوش مین دائمی خواب کے مزے لے رہے ہین - اسکی سر بفلک پختہ دیوارین قدیمی تمول کی حسرتناک یادگار ہین - ویران عمارتون کا وحشت خیز منظر عبرت نظر آتا ہے -

ولادت آپ کے والد ماجد حضرت شیخ اہل اللہ غفرلہ اولاد نرینہ سے بہت آرزومند تھے اور اُسی آرزو مین اٹھارہ برسین گذر چکی تھین - مایوسی کا عالم تھا - اکثر غمگین رہتے اور جناب باری مین عجز وانکساری کے ساتھ دعا کرتے -

اسی حالت مین ایک مرتبہ آپ نے ہادی برحق اور مرشد کامل شاہ عبدالرحمن صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور دردمندی کے ساتھ مدعائے دل زبان پر لائے حضرت شاہ صاحب نے اُسی وقت فرزند ارجمند کا مژدہ جانفزا سُنایا اور فرمایا تمھین مُبارک ہو وہ ایک آفتاب ہوگا جس کا نور مشرق سے مغرب تک پرتوفگن ہوگا - اور اُسکے چشمۂ فیض سے دین و دنیا کے تشنہ لب سیرابی حاصل کرسکینگے - حضرت شیخ اہل اللہ پیرومرشد کی زبانی یہ مژدۂ شادمانی سُنکر اپنے مکان پر تشریف لائے - اور خدا کے فضل سے تیسرے دن رمضان کی پہلی تاریخ کو صبح صادق کے وقت اُس ماہ ہدایت اور مہر ولایت نے عالم ہستی مین قدم رکھا فتبارک اللہ احسن الخالقین -

ملاوان کی سرزمین کو آپ کی ولادت کا فخر حاصل ہے - آپ کے سن ولادت مین اختلاف ہے چنانچہ بعض کے نزدیک ۱۲ستہ ہجری مین آپ پیدا ہوئے اور بعض کے نزدیک ۱۲۱۳ھ ہجری معتبر ہے -

بچپن۔ آپ کا بچپن عصمت کی نورانی تصویر ہے جس دن آپ تولد ہوئے رمضان کی تاریخ تھی۔ آپ نے تین دن تک مطلق دودھ نہیں پیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ اسلامی احکام کی توقیر و حرمت آپ کی فطرت میں ودیعت رکھی گئی تھی۔

ہر چند بچوں کی طبیعت کھیل کود کی طرف مائل ہوتی ہے۔ لیکن آپ کو اس سے نفرت ہوتی تھی۔ جب ہمسن بچے آپ سے کہتے کہ آؤ کھیلیں۔ تو آپ فرماتے کہ خدا نے ہم کو کھیل کے لیے نہیں پیدا کیا۔ ہر چند بچپن میں کسی بات کی سمجھ بوجھ نہیں ہوتی لیکن آپ کی زبان سے جو کچھ نکلتا اسی سنکر لوگ حیران رہ جاتے۔ یہ معلوم ہوتا کہ کوئی سن رسیدہ عقلمند گفتگو کر رہا ہے۔

آپ بڑوں کا بہت ادب کرتے اور کوئی بے ادبی کا کلمہ آپ کی زبان پر نہ آتا۔ آپ کے الفاظ میں سب سے پیارا لفظ "اللہ" تھا جو اکثر زیب گفتگو رہتا۔

طاعت باری کا وہ شوق و ذوق تھا کہ آپ چھپ چھپ کر نماز پڑھتے۔

آپ کی پیاری پیاری بھولے پن کی باتیں سننے کے لیے محلے کی بیویاں اکثر آیا کرتی تھیں۔ ایک دن چند عورتیں اسی اشتیاق میں آئیں مگر آپ نہ ملے۔ والدین کو بہت تشویش ہوئی محلے میں تلاش کیا مگر پتہ نہ ملا۔ ایسی حالت میں کسی نے اندر جا کر جو دیکھا تو آپ نماز میں مشغول تھے۔

آپ نے کنار غربت میں نشو و نما پایا۔ والدین اگرچہ نام و نسب کی دولت سے مالا مال تھے۔ لیکن ظاہری ثروت کی جگہ فقر و قناعت اُن کا فخر تھا۔

تعلیم۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن مالوف میں حاصل کی۔ اگرچہ اسباب ظاہری کی طرف کم سے کافی اطمینان نہ تھا۔ لیکن تحصیل علم کا شوق دامنگیر کشاں کشاں لکھنؤ میں لے آیا اور بہت دنوں اکتساب [illegible]وم فرماتے رہے۔

دل کے آئینے مین وحدت کا نور پرتو فگن تھا اور تحصیل علم کا شوق روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ آپ لکھنؤ سے دہلی تشریف لے گئے۔ فاضل اجل مولانا محمد اسحق صاحب سے جو دہلی کے مستند اور جید عالم ہوگذرے ہین درس صحاح ستہ کو پورا کیا۔ آپ کی ذہانت طباعی دقیقہ رسی نکتہ فہمی قوت حافظہ ملکۂ استحضار کے سب اُستاد یکسان معترف تھے۔ دینیات سے آپ کو خاص دلبستگی تھی۔ حدیث شریف کی سند آپ نے مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہٗ سے حاصل کی تھی۔

ارادت یہ کہنا کہ آپ قدرتی ولی تھے نہ صرف خوش اعتقادی ہے بلکہ اظہار امر واقعی ہے۔ بچپن ہی سے آپ کے دل مین یاد خدا کا درد پیدا تھا۔ بزرگان دین کا بہت ادب کرتے تھے عشق وحدت کی آگ دل مین دبی ہوئی تھی۔ جب علوم ظاہری نے دل و دماغ کو روشن کیا تو علم باطن کا شوق پیدا ہوا اور روحانیت کی آگ اشتیاق کی گرمی سے بھڑک اٹھی۔ آپ کی عمر سترہ برس کی تھی جب دہلی تشریف لے گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت شاہ محمد آفاق رحمۃ اللہ علیہ کا چشمۂ فیض جاری تھا اور تشنگان دین و دنیا سیرابی حاصل کرتے تھے۔

حسن عقیدت نے آپ کو بھی بارگاہ آفاقی مین پہونچا دیا جوہر شناس کامل نے ایک نظر مین پہچان لیا۔ محبت سے پیش آئے۔ بہت عزت کی۔ اپنے ساتھ حرم سرا مین لے گئے۔ اپنی صاحبزادی صاحبہ اور داماد شاہ عبد الغنی صاحب سے فرمایا کہ انھین نذر دو۔ آپ کو شاہ صاحب قبلہ سے عقیدت پہلے ہی سے تھی مرید بھی ہوگئے۔

شاہ محمد آفاقؒ کو آپ سے بہت محبت تھی اور مکاشفہ سے معلوم کر چکے تھے کہ یہ درویش کامل ہوگے۔

شاہ غلام علیؒ فرماتے تھے کہ یہ ایک آفتاب ہوگا جو مشرق سے مغرب تک چمکیگا۔

آپ ایک زمانۂ دراز تک حضرت شاہ آفاقؒ کی خدمت مین علوم باطنی کا

اکتساب فرماتے رہے۔

اگرچہ حضرت شاہ صاحبؒ کے ہزارون مرید تھے لیکن آپ کی شان کو کوئی نہین پہونچتا تھا۔ خود حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ مین ہرچند چاہتا ہون کہ میرے اعزہ اقربا کچھ ہوجائین مگر وہی ہوتا ہے جسے خدا چاہتا ہے۔

سند خلافت۔ چونکہ آپ مین قدرتی استعداد موجود تھی اسلیے علم باطن کی تحصیل مین زیادہ ریاضت کی ضرورت نہ ہوئی۔ ایک تو ذہن کی ذکاوت طبیعت کی جودت قدرتی استعداد اور اُس پیر مرشد کامل کی خاص شفقت سے چندہی دن مین کامیابی حاصل ہوگئی۔

حضرت شاہ آفاقؒ نے جب دیکھا کہ معرفت کا تارا چودھوین رات کا چاند بن کر چمک رہا ہے بے تکلف خلافت کی سند لکھدی۔ جسکی متبرک نقل یہ ہے۔

فقیر محمد آفاق احمدی ۱۲۰۸

محب الفقراء مجمع الفضلاء مولوی فضل الرحمٰن بعافیت باشند۔ بعد دعوات ترقیات ظاہر و باطن مطالعہ نمایند۔ درین جوار فضل پروردگار۔ خیریت و صحت و عافیت آن محب الفقراء مدام مطلوب۔ دیرست کہ از حالات خیریت آیات آن محب الفقراء اطلاع ندارد۔ ازین باعث دل متعلق۔ باید کہ ہموارہ بدست آیندگان این سمت از نامجات خیریت آیات دل را خرم می کردہ باشند۔

شمارا اجازت ست کہ ہرکہ در طریقۂ علیہ نقشبندیہ و قادریہ داخل شود او را داخل نمایند و بدل متوجہ یاران باشند۔ و محب علی را توجہ می دادہ باشند۔ و پیوستہ نویسان حالات باشند۔ زیادہ نور چشمان درازیٔ عمر و حیات خوانند۔ و بجمیع یاران و مخلصان فقیر و یاران خود را دعا رسانند۔ از میان عزیز احمد و عطا محمد و فدا محمد از جمیع صوفیان

خانقاہ سلام شوق خوانند - از اعظم علی سلام سنت الاسلام و مبارک باد خوانند
از اندرون دل دعوات خوانند -

تاہّل تحصیل علوم سے فارغ ہوکر آپ نے اپنے وطن مین قیام فرمایا اور چند دن کے بعد سنت نبوی (نکاح) کو ادا کیا - پہلے پہلے فرخ آباد و ملیح آباد وغیرہ مقامات کے باشندے آپ کے مرید ہوئے - آپ نے کسی کی ملازمت نہین کی - توکل کا عالم تھا اور خزانۂ غیب سے رزق کا سامان ہوجاتا تھا - آپ ہمہ تن یاد خدا مین مصروف رہتے تھے

کچھ دنون کے بعد آپ کی اہلیہ محترمہ نے دو صاحبزادے عبدالرحمن و عبدالرحیم چھوڑ کر اس سرائے فانی سے رحلت کی -

ترک وطن ہر چند آپ نے بہت سے ماہ و سال اپنے وطن مین بسر کیے لیکن آپ کے مبارک دل کو یہ قیام کسی طرح گوارا نہ تھا - قصبہ کی گلی گلی کفر و ضلالت کا نمونہ بنی ہوئی تھی - جدھر دیکھیے بزم طرب آراستہ ہے رقص و سرود کی محفل گرم ہے - کوئی شطرنج کھیلتا ہے کوئی گنجفہ مین مصروف ہے - خاصکر آپ کے ہمسایون مین زیادہ تر فسق و فجور کا زہر ملا اثر پھیلا ہوا تھا ایک خدا پرست ذاکر و شاغل عالم کی قیمتی زندگی کسطرح بسر ہوسکتی تھی آخرکار آپ کو بھی ترک وطن کرنا پڑا - ارادہ کرلیا کہ گنج مراد شریف مین قیام کرین گے مگر اسکی حالت ملاوین سے بھی زیادہ خراب تھی - یہ قصبہ پٹھانون کے قبضہ مین تھا - ایک تو قدرتی تند خوئی اُسپر دولت کا نشہ جیسے دیکھیے بادۂ نخوت سے چور ہے - عشرت پرستی اور جرائم پر پیشہ دستی انکا شیوہ تھا - ہر ایک کے پاس بیش قرار جائداد تھی

ہ عالمگیر کا زمانہ تھا جب مراد آباد آباد ہوا - اسکے آباد کرنے والے عالمگیر کے فوجی وزیر مراد شیر خان تھے - چونکہ اُنھین اسی جگہ فروکش ہونیکے لیے شاہی حکم ملا تھا - اُنھون نے ایک قصبہ آباد کیا تھا اور اپنے نام پر اسکا نام مراد آباد رکھا - ہندوستان کے شریف لوگ - قوم کے آباد کیے انکے خوش نصیب والد کی قبر مقبرہ کے اندر ہے جہان اعلیحضرت کے پہلو مین آرام کر رہے ہین - اور مراد شیر خان کی قبر مقبرہ کے باہر پختہ بنی ہوئی ہے

اور اسکی آمدنی دلی خواہشوں کے نذر ہوتی تھی کہیں ماہ جبین طوائف کا مجرا ہو رہا ہے کہیں ستار بج رہا ہے۔ کوئی سر مست غفلت جام پر جام چڑھائے جاتا ہے۔ غرض کچھ عجیب رنگ تھا ادھر آپ کی یہ شان کہ پاک دل پہلو میں اور سچی زبان منھ میں۔ جامۂ کہن زیب تن۔ دنیا کے ساز و سامان سے ناآشنا۔ ہر وقت ہاتھ میں تسبیح اور زبان پر اللہ کا پیارا نام۔

ہر چند مراد آباد کے نخوت پرست باشندوں کو آپ کی اقامت گوارا نہ تھی اور ہر وقت ایذا دہی کی فکر میں رہتے تھے لیکن آپ نے استقلال سے کام لیا اور انکی بدکرداریوں کو منتقم حقیقی کے سپرد کیا ؏

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

پہلے آپ نے مسجد کو ملاحظہ کیا۔ خدا کے گھر پر کچھ عجیب بیکسی برستی تھی۔ دیوارونکی استرکاری جامۂ کہن کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑی تھی۔ چھت میں چھت گیری کی صورت جالے کی ایک چادر نظر آتی تھی۔ صحن میں بوریے کی جگہ خس و خاشاک اور جانماز کے بجائے جگہ جگہ درونتی مینگنیوں کا سیاہ فرش تھا۔ اندرونی حصے میں اس کثرت سے تعزیے رکھے تھے کہ ایک سجدے کی جگہ باقی نہ تھی۔ مسجد کے سامنے کسی بزرگ کا مقبرہ تھا جسمیں ہمسایوں کے جانور باندھے جاتے تھے۔

آپ نے تعزیے مسجد سے نکال کر علیحدہ رکھدیے در و دیوار اور صحن صاف کیا اور خدا کی عبادت میں مصروف ہو گئے۔

مراد آباد کے تعزیہ پرست باشندوں کو یہ بات بہت بری معلوم ہوئی آپ کو ملال پہونچایا۔ کسی نے واجد علی شاہ فرمانروائے اودھ کو لکھ بھیجا آخر آپ کی طلبی کا حکم آیا۔ صورت معاملہ نازک ہو جاتی تھی۔ مگر آپ کو ذرا بھی پروا نہ تھی

خدا سے لو لگائے شاہ اودھ کے سامنے آ نہ جانے کیا حکم دیتا مگر ایک حاکم حاضر الوقت نے آپ کی سفارش کی اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ ادھر سے واپس آنے کے بعد آپ نے مراد آباد شریف میں قیام کا مستقل ارادہ کر لیا۔ اگرچہ اہل مراد آباد شریف آپ کا دل دکھاتے لیکن آپ خدا کی یاد میں مصروف رہتے اور دشمن کی بدکرداری کو اس حقیقی منتقم کے سپرد فرماتے۔

دوسرا نکاح۔ تجرد کا عالم تھا جب آپ مراد آباد تشریف لائے۔ پہلی بیوی کا انتقال ہو چکا تھا خیر خواہوں کا خیال ہوا کہ آپکا نکاح ہو جائے۔ چنانچہ ایک خانصاحب کے یہاں پیام دیا گیا۔ وہ بہت خفا ہوئے افلاس کی وجہ سے بے حد ناگوار گذرا۔ ہر چند لوگوں نے سمجھایا کہ یہ رشتہ قابل فخر ہے۔ زمانے میں ایسا عالم فاضل نیک خو سلیم الطبع شخص میسر نہ آئے گا مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ لاکھ انکار کیا لیکن قضا و قدر سے مجبوری تھی۔ کچھ دنون بعد رضامند ہو گئے۔

؎ محمد غوث خان آپ کے کفیل تھے انھین کے گھر سے برات گئی اور خیر و خوبی کے ساتھ عقد ہو گیا۔ آپ نے مسجد کے جانب شمال ایک چھوٹا سا گھر بنایا اور مع اہل و عیال کے رہنے لگے۔ نئی منزل کے لوگ آپ کو بہت ستاتے اور اکثر تکلیف دہی کے درپے رہتے تھے۔ افلاس کا یہ عالم تھا کہ کل کا رازق خدا ہے۔ آپ کبھی کبھی فرخ آباد و ملیح آباد وغیرہ کی طرف بھی تشریف لیجاتے مگر اکثر مراد آباد مین رہتے تھے۔

مریدونکی کثرت سنہ ۱۲۸۳ھ ہجری سے آپ کی جانب خلق خدا کا رجوع شروع ہوا۔ اقصائے عالم کے باشندے جوق جوق چلے آتے تھے:

کوئی ایسی ولایت باقی نہیں جس کا رہنے والا ایک مرتبہ اس دربار میں آ گیا ہو

؎ محمد غوث خانصاحب مراد آباد کے ایک سن رسیدہ رئیس تھے۔ انھون نے حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کو اپنا بیٹا بنایا تھا۔ انکی قبر احاطۂ مسجد مین ایک طرف پختہ بنی ہوئی ہے ۱۲۔

مہمان جسقدر آتے وہ مسجد اور مقبرہ مین ٹھیرائے جاتے تھے۔

اگرچہ مسجد کا صحن بہت وسیع ہے لیکن مہمانون کی کثرت سے بالکل گنجائش باقی نہ رہتی تھی۔

کسی کو ایک شب سے زیادہ ٹھہرنے کا حکم نہ تھا اور بعض تو بیعت کے بعد ہی رخصت کردیے جاتے تھے۔

امیر فقیر جاہل فاضل راجہ نواب ہندو عیسائی یہودی مسلمان غرض کوئی ایسا نہ تھا جو اس فیض عام سے مستفیض نہ ہوا ہو۔ ریل نکل چکی تھی اور بارہ بنکی یا سندیلہ ملہور کے اسٹیشنون سے اترکر آنے والے آتے تھے۔

بہت سے لوگ بلگرام کا راستہ پسند کرتے تھے اور ان چارون راستونکی یہ کیفیت تھی کہ شب و روز ہر وقت آمد و رفت رہتی تھی حالانکہ یہ راستے بالکل ویران پڑے تھے اور غریب کسانون کے سوا کسی شریف آدمی کو ادھر سے گذرنے کا اتفاق نہین ہوتا تھا۔ آپ کی خدمت مین جو شخص جس آرزو سے حاضر ہوتا آپ اُسکی آرزو پوری فرماتے۔

دربار عام کا دروازہ طالبان دین و دنیا دونون کے لیے کھُلا ہوا تھا۔ باطنی علوم کے حاصل کرنے والے اگرچہ کثرت سے آتے لیکن عام نگاہین اُنکے دیکھنے سے قاصر رہتی تھین۔ اور اگر کبھی کوئی نظر آگیا تو خدا کی شان نظر آجاتی تھی۔

طالبان دنیا کی کوئی انتہا نہ تھی جسے دیکھیے اپنے دل مین ایک جدا آرزو لیے چلا آتا ہے۔ جو لوگ بیعت ہوتے آپ انھین اُن کی خواہش کے مطابق اُسی سلسلے مین بیعت کرتے زیادہ تر نقشبندیہ و قادریہ خاندانون مین آپ بیعت کیا کرتے تھے۔

جو لوگ دعا کے لیے حاضر ہوتے آپ اُنکے حق مین دعائے خیر فرماتے

اور وہ خوش خوش اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے۔

خطوط اسقدر کثرت سے آتے تھے کہ اُنکے جوابات تحریر کرنے کے لیے بڑے وقت کی ضرورت تھی لیکن آپ روزانہ ہر ایک خط کا جواب اپنے میر منشی کی معرفت تحریر فرماتے۔

اِن خطوط مین لوگ اپنی اپنی تمنائین اور مرادین تحریر کرتے تھے۔ آپ کو بہت افسوس ہوتا اگر کوئی شخص کسی کا راز دریافت کرنے کے لیے کسی کا خط دیکھتا۔ آپ فرماتے کہ خدا جانے غریب نے کیا کیا لکھا ہوگا"

ہر وقت کے حاضر باش خادمون نے خطوط کی مندرجہ امیدون کے پورا ہونے کی عجیب شناخت مقرر کی تھی۔

یعنی یا تو آپ خط لیکر اُسی وقت اپنے ہاتھ سے چاک کر دیتے تھے یا حکم دیتے کہ اسے چاک کر دو یا حکم دیتے کہ اسے کنوئین مین ڈالدو۔

جسے آپ خود چاک فرماتے وہ کام بہت جلد ہو جاتا اور زیادہ سے زیادہ تین دن صرف ہوتے تھے۔

جسے آپ حکم دیتے کہ تم چاک کر دو وہ کام بھی خدا کے فضل سے پورا ہو جاتا اور زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ صرف ہوتا۔

جسے آپ حکم دیتے کہ کنوئین مین ڈال دو وہ کام مہینون مین پورا ہوتا تھا۔

تیسرا نکاح جب آپ کی دوسری بیوی صاحبہ نے چند صاحبزادے اور صاحبزادیان چھوڑ کر عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی تو بہت دنون تک آپ تجرد کے عالم مین رہے۔ لیکن چونکہ آپ کو ناسور کی شکایت تھی اسلیے ایک محرم راز کی ضرورت تھی جو اُسکی نگہداشت کر سکے۔ یہ ناسور ستر مین واقع ہوا تھا۔ اور آپ کو اتقا کا بے حد پاس تھا۔ کبھی کوئی نامحرم نگاہ آپ کے جسم کو کُھلا ہوا نہ دیکھ سکی۔ آپکو کسی طرح

گوارا نہ تھا کہ کوئی نامحرم خواہ کیسی ہی مجبوری ہوتا شوہر کی نگہداشت کرے۔ اِسلیے آپ نے اِن مجبوریون سے معذور ہو کر تمیسرا نکاح کیا یہ بی بی صاحبہ پنجاب کی رہنے والی ہین آپ سے بیعت بھی تھین۔ اور اکثر حضور مین تشریف لاتی تھین آپ پیرانی صاحبہ کے لفظ سے مشہور ہین اور مریدین کی خوش قسمتی سے عالم حیات مین تشریف رکھتی ہین۔ آپ کے بطن سے کوئی اولاد پیدا نہین ہوئی۔ آپ خدا کی بڑی نیک بندی ہین اور ہمیشہ اُسکی یاد مین مصروف رہتی ہین آپ کے مریدین کو آپ سے کمال محبت بلکہ کمال العشق تھا۔ تن من دھن سبھی کچھ قربان کرنے کو ہر وقت تیار رہتے تھے۔ اور آج بھی سچی عقیدتمندی کا وہی اثر باقی ہے۔ حضرت عبداللہ شاہ آپکے خاص مرید تھے انکی فنا فی الشیخی کا یہ حال تھا کہ ایک دن اپنا نصف کان کاٹ ڈالا اور سیخ گرم کرکے کان ورخسار کے درمیان ایک نشان بنا دیا یہ پیر کا نشانہ تھا۔

اعلیٰ حضرت کا گوش مبارک کسی قدر شہید ہو گیا تھا۔ بچپن کا زمانہ تھا آپ راستے مین کھڑے ہوے تھے کہ گاڑی کی تیز رفتاری سے آپ زمین پر گر پڑے اور کان پر پہیا چل گیا۔ یہ کیفیت تھی آپکے مریدین کی کہ ع تاکس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری۔

سکونت کا مکان۔ ہر چند خدا کے فضل سے روپے پیسے کی کوئی کمی نہ تھی اور اگر آپ کو منظور ہوتا تو چاندی سونے کا محل بنکر طیار ہو جاتا لیکن آپ نے ہمیشہ خام در و دیوار ہی کو پسند کیا اور نہایت خوشی کے ساتھ چھپر مین قیام فرمایا۔

لوگ عرض کرتے کہ حضور! یہ مکان پختہ بنوا دیا جائے لیکن آپ کسی طرح پسند نہ فرماتے بلکہ آپ کو گونہ نفرت پیدا ہوتی۔ آپ کو مدۃ العمر مین تین زمانے پیش آئے۔

ابتدائے عمر مین آپ کو بہت زیادہ وحشت تھی انسانون سے آپ گھبراتے تھے۔ کسی کے پاس بیٹھنے کو دل نہ چاہتا تھا۔ ہر ایک سے گریزان رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت شاہ اعظم علی شاہ صاحب قدس سرہٗ خلیفۂ اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمد آفاق

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسوقت تو آپ کو یہ وحشت ہے کہ بنی نوع سے دور رہتے ہین لیکن جب ہفت اقلیم کے آدمیون کا رجوع آپ کی طرف ہوگا اور خدا کی بے شمار مخلوق اپنی اپنی تمنائین اور حاجتین لے کر آستانہ بوس ہو گی اُسوقت آپ کیا کرینگے -

ارادت کے بعد جذب و جلال کا زمانہ شروع ہوا - رعب کی یہ کیفیت تھی کہ بڑے بڑے گویا اور بیباک سامنے جاکر دم بخود رہ جاتے تھے اور زبان سے ایک حرف نہ نکلتا - بدن کانپنے لگتا -

متشرع مولوی جن کی عمر تعلیم دینیات مین گذر گئی آتے اور اتنی بھی جرأت نہوتی کہ شیخ کے سامنے وضو کرلین یہ خوف غالب رہتا کہ ایسا نہ ہو کوئی سنت یا مستحب فرو گذاشت ہو جائے - یہ کسی کی مجال نہ تھی کہ وضو کے بعد فوراً ہی مسجد مین چلا آئے - یہ حکم تھا کہ جب پانون خشک ہو جائین اُسوقت اندر آؤ - اگرچہ آپکا حکم تھا کہ ایک شب سے زیادہ کوئی ٹھہرنے نہ پائے لیکن ہر روز کے نئے مسافرون کی تعداد اسقدر زیادہ ہوتی تھی کہ دسترخوان پر دو وقتہ تیس چالیس اور کبھی اس سے بھی زیادہ مجمع ہو جاتا -

وصال سے دس سال پیشتر آپ مین جمالیہ صفات آگئی تھین اور استغراق کی کیفیت طاری ہو گئی تھی - رحمدلی مروت ہمدردی بہت بڑھ گئی تھی - جو جس نے کہدیا سو کر دیا - آخری دس سال کا زمانہ آپ کی مبارک عمر کا وہ قیمتی حصہ ہے جسمین دین و دنیا کے بے شمار خواستگار اپنی تمناؤن کو پہونچے -

مشاغل - آپکا سب سے بڑا شغل جس سے آپ کو کسی وقت فرصت نہ تھی ذکر خدا تھا - دل سے زبان سے بلکہ ہر موے بدن سے آپ یاد خدا مین مصروف تھے -

آپ کی ذات صرف بطور استعارہ کے باقی رہ گئی تھی ورنہ آپ فنا فی اللہی کا مرتبہ عالیہ حاصل کر چکے تھے -

آپ کو حدیث و قرآن سے بہت شوق و ذوق تھا - فرماتے اگر خدا ہمین

جنت مین لے گیا اور حورین ہمارے پاس آئین تو ہم اُنسے کہین گے کہ آؤ بیوی مجھ
جاؤ اور ہم سے قرآن سُنو۔
حدیث شریف سُنکر آپ بہت خوش ہوتے اور آپ کا چہرۂ مبارک بشاشت سے
منور ہو جاتا۔ اکثر آپ فرماتے۔ ہم جنت مین حورون سے کہین گے آؤ تمہین حضرت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے تام سنائین کہ اس سے بڑھکر کوئی مزے کی
بات نہین۔
آپ نے باطنی علم و عمل کا کوئی درجہ باقی نہین رکھا اور روحانیت کا سب سے
بڑا مرتبہ حاصل کیا
آپ نے کمال ریاضت و استعداد سے قطبیت کا رتبۂ اعلیٰ حاصل کیا اور
وصال سے پانچ برس پیشتر آپ قطب الاقطاب ہوے اور وصال سے چار پانچ
دن پیشتر آپ کو فردیت کا درجۂ عالی حاصل ہوا۔ آپ دینیات کا درس دیا کرتے
تھے اور خاصکر صحاح ستہ خاص شوق و ذوق کے ساتھ آپ پڑھاتے اور اُسوقت
آپ کا چہرۂ مبارک نور سے منور نظر آتا۔
وصال۔ دنیا سے سرا سے فانی ہے اور اسکی ہر ایک شئے فنا ہو جانیوالی
ہے۔ اور ذاتِ واجب الوجود کے سوا کسی کو بقا نہین۔ یون تو اپنے بھید کو وہی
جانتا ہے لیکن دنیا عالم اسباب ہے اور ہر ایک بات کے لیے مختلف اسباب عقل
موجود ہین۔
جب آنکھون مین نور نہ رہا اور زبان کی گویائی جاتی رہی۔ اعضا مین تحریک
بالارادہ نہ رہا تو اس کیفیت کو موت کے لفظ سے نامزد کرتے ہین۔ بلحاظ کل نفس
ذائقۃ الموت کوئی اس قدرتی قانون سے مستثنیٰ نہین ہو سکتا حکیم اپنی حکمت سے نہین
تونگر اپنی دولت سے نہین انبیا اپنی اجابت سے نہین ہر چند اولیا اللہ کی موت

موت نہین کہی جاسکتی اور روح تن سے جدا ہوکر اُس نور و سرور سے ہم آغوش ہوتی ہے جس کے حاصل کرنے کے لیے اُسنے مدت العمر طرح طرح کی کاوشون اور کاہشون کا مقابلہ کیا۔ لیکن ظاہربین نگاہون مین تو وہ بہت دلدوز سمان ہوگا جب کوئی غمخوار اپنے دردمند کو عالم ہستی کی زنجیرون مین مسلسل چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے جدا ہو جائے۔ خاصکر یہ صدمہ مریدون کے دل سے کوئی پوچھے جو اپنی تمام آرزوئین اور تمنائین اپنے پیر طریقت کے دامن وساطت سے وابستہ رکھتے ہین۔

اس کتاب کا یہ آخری صفحہ رنج و غم اور درد والم کا دفتر ہے جس مین غوثِ زمان قطبِ زمان شمع شبستان آفاقی حضرت شاہ فضل رحمٰن نور اللہ مرقدہٗ کی وفات حسرت آیات کا مذکور ہے۔

یون تو آپ کی صحت ایک زمانہ سے اچھی نہ تھی اور ناسور کی دائمی شکایت نے آپ کو اور بھی زیادہ مضمحل بنا رکھا تھا لیکن یکم ربیع الاول ۱۳۱۳ھ سے مزاج کچھ زیادہ ناساز رہنے لگا۔ سینے مین درد پیدا ہوا اور اُس سے آپ کو بہت زیادہ تکلیف تھی۔ کچھ یون ہی سی حرارت بھی رہتی تھی۔ مرض کاہے کو تھا در اصل خدا سے ملنے کا ایک بہانہ تھا۔

اسی حالت مین ربیع الاول کی بائیسوین تاریخ آپہونچی۔ آج استغراق بڑھا ہوا تھا اور در و دیوار پر حسرت چھائی تھی۔ اور بات بات سے غم ظاہر ہوتا تھا۔

عصر کے بعد سے آپ کے مزاج مین اضطراب کی جگہ سکون و طمانیت کا اثر تھا۔ رخصت کے سامان ہو رہے تھے۔ خاندان کے چھوٹے بڑے اور اکثر خادمان آستانہ حاضر تھے غروب آفتاب کے بعد سکرات کی کیفیت طاری ہوئی آپ اسوقت بھی جناب احدیت کی یاد مین تسبیح و تہلیل و تشہد کے ساتھ مصروف تھے۔ کبھی کبھی زبان مبارک پر "یارب سہل کل صعب" آجاتا تھا۔

یہ حالت بھی زیادہ دیر تک نہ رہی۔ اور اشتیاقِ وصال کے عالم میں روح پاک نے اعلیٰ علیین کی جانب رحلت فرمائی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

تاریخہائے وصال

(۱)	(ہاشمی صفی پوری)	مات قطب السند نور اللہ مرقدہٗ۔ ۱۳۱۳ھ
(۲)	〃	قدوۃ العارفین بخلد برین۔ ۱۳۱۳ھ
(۳)	〃	مغرب آفتاب ہند پنہان۔ ۱۸۹۵ء
(۴)	〃	فضل رحمٰن بپاک یزدان یاد۔ ۱۳۱۳ھ
(۵)	〃	مزار فضل رحمٰن شاہ اسلام۔ ۱۸۹۵ء
(۶)	〃	مدفن شیخ ہند قطب جہان۔ ۱۳۱۳ھ
(۷)	〃	روضۂ مرشد عیسیٰ نفس۔ ۱۸۹۵ء
(۸)	〃	شد از ماتم مراد آباد ویران۔ ۱۳۱۳
(۹)	〃	مولوی فضل رحمٰن آہ آہ
(۱۰)	〃	مات زبدۃ الفقراء صاحب الجود والکرم۔
(۱۱)	(عزیز صفی پوری)	در ہزار و سہ صد و سیزدہ رو کردہ برب۔ ۱۳۱۳ھ
(۱۲)	〃	رضی اللہ کافیا عنہ ۱۳۱۳
(۱۳)	(شوق نیموی)	پاک دل شد جانب خلد بریں۔ ۱۳۱۳
(۱۴)	(اویسی)	آفتاب کامیاب ہند شد زیر زمین۔ ۱۳۱۳
(۱۵)	〃	ولی اللہ رضی اللہ عنہ۔ ۱۳۱۳ھ

(۱۶) ز ارشد بلگرامی) بجنان گشتہ روان کعبۂ ارباب کمال۔

(۱۷) " پنہان شدہ ہے آفتاب عرفان

(۱۸) " آہ صد حیف اُٹھا سایہ فضل رحمن

اولاد امجاد۔ پہلی بیوی صاحبہ سے جو آپ کی ہم کفو تھین دو صاحبزادے پیدا ہوئے جناب عبد الرحمن صاحب مرحوم و جناب عبد الرحیم صاحب مرحوم۔ جناب عبد الرحمن صاحب مرحوم کے دو صاحبزادے تولد ہوئے جناب حامد حسن صاحب و جناب منشی محمد تبارک حسن صاحب۔

دوسری بیوی صاحبہ سے کئی صاحبزادے اور صاحبزادیان پیدا ہوئین۔ چنانچہ ایک مجذوب صاحبزادے تولد ہوئے اُنھین سید میان کہتے تھے۔ اٹھارہ برس کی عمر مین اُنھون نے انتقال فرمایا۔ ایک صاحبزادی تھین جو جناب احمد شاہ صاحب مدظلہ کو منسوب ہوئین اور اسوقت اُنکے کئی صاحبزادے اور صاحبزادیان گنج مرادآباد شریف مین موجود ہین۔

لیکن اسوقت پیر و مرشد مولانا و مقتدانا حضرت احمد میان صاحب مدظلہ العالی کے سوا کوئی فرزند یا دختر موجود نہین۔ آپ ہر حالت مین اعلیٰ حضرت کے قدم بقدم ہین۔ آپ کے فضل و کمال کا پایہ بلند ہے۔ علوم باطنیہ مین آپ کو علماً و عملاً خاص دستگاہ ہے۔ آپ طبعاً فیاض عالی ہمت ذی حوصلہ مستغنی المزاج ہین۔

آپ کی مجموعی صفات کا اظہار ناممکن ہے۔ خانقاہ کو آپ کی ذات پاک سے ایک خاص رونق حاصل ہے۔ آپ بھی ہر ایک سلسلہ مین طالبان حق کو مُرید کرتے ہین۔

آفریدگار عالم نے آپ کو تین صاحبزادیان اور دو صاحبزادے عطا کیے ہین۔

بڑے صاحبزادے کا اسم شریف جناب مولوی محمد رحمت اللہ میاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ دوسرے صاحبزادے کا نام نامی جناب مولوی محمد نعمت اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔

عُرس شریف ماہ ربیع الاول کی بائیسوین تاریخ کو ہر سال عُرس شریف ہوتا ہے۔ اور اکنافِ عالم کے زائرین حاضر ہوتے ہین۔
حضرت مولانا احمد میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی اپنے عقیدتمند خادمون کے ساتھ خاص لطف و مہربانی فرماتے ہین اور میزبانی کے مراسم بحسن و خوبی ادا کیے جاتے ہین مزار شریف مقبرہ کے اندر ہے۔ عُرس کے زمانے سے دروازہ کُھلا رہتا ہے۔

مکان کی موجودہ حالت اب عمارت بہت وسیع ہو گئی ہے مسجد مین استرکاری دوبارہ کروائی گئی تھی اب درست حالت مین ہے۔ عمدہ اور نفیس سیتل پاٹی چٹائیان بھی رہتی ہین۔
شمال کی جانب جس جگہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چھپر تھا اُسکی جگہ ایک خوشنما کمرہ مع دالان کے بن گیا ہے اور اُسکے آگے سائبان کی جگہ ایک چھپر پڑا ہوا ہے۔
اسمین حضرت احمد میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی نشست فرماتے ہین۔ مسجد کے جانب غرب و جنوب و شرق نہایت خوشنما پختہ عمارت طیار ہو گئی ہے جو خانقاہ کے نام سے مشہور ہے اسمین متعدد کمرے ہین اور اُنکے آگے سائبان ہے۔ اکثر مسافر اسی مین فروکش ہوتے ہین مسجد کے جانب شمال نہایت وسیع پختہ حرم سرا ہے۔ اور اسی سے ملی ہوئی ایک دوسری عمارت ہے جو حویلی کے نام سے موسوم ہے اسی حویلی سے ملے ہوے کئی وسیع مکان ہین جن مین سے بعض مین آپ کے خویش و اقارب رہتے ہین اور ایک مکان "گھنٹا گھر" کہلاتا ہے جس سے شب و روز مین جو بیس بار مختلف آوازین

نکلکر وقت کا صحیح اندازہ بتاتی ہین۔

حلیہ شریف رنگ آپ کا کھلتا ہوا گندمی تھا اور قد میانہ مائل بہ بلندی جو نہایت مُناسب و موزون نظر آتا ہے

قد جو اُس شاد کا جھولے سے کبھی یاد آیا ۔ پابگِل رہ گئے گلزار مین سروِ آزاد
پانی پانی ہوئے جاتے ہین لب جو شمشاد ۔ اور بالائے صنوبر ہے وہ بالا اُفتاد

قد یہ وہ ہے کہ نہین جسکی زمانے مین مثال
قد یہ وہ ہے کہ جسے دیکھ کے طوبیٰ ہو نہال

سر بہت بڑا تھا جس سے سرداری کے آثار ظاہر ہوتے تھے ؎

سر ہے سر سبز سردار سرو زمین سرور ۔ جسپہ اللہ نے رکھا ہے شہی کا افسر
سر یہ سِرِّ ازلی کا ہے خزینہ یکسر ۔ آگے اس سر کے نگون ہوتے ہین سردارونکے سر

فرض ہے اسکا تقدس نظرِ انسان مین
سر ہو فرق نہین فرق مین اور فرقان مین

بال آپ کے نرم تھے اور کان کی لَو تک رہا کرتے تھے ؎

سطرِ ین قرآنکی گیسو ہین جو قرآن سر ہے ۔ سورۂ لیل کی تفسیر کا اک دفتر ہے
یا سواد حجب کعبہ بہ مشک تر ہے ۔ کہ اسی پیچ مین ہر اک کا دل مضطر ہے

راستی خلق کو سکھلاتے ہین یہ خم ہو کر
کیا پریشان ہین کہ مل جاتے ہین باہم ہو کر

پیشانی فراخ تھی اور بھوین پیوستہ تھین آنکھ نہ بہت بڑی تھی نہ بہت چھوٹی مگر نہایت بھلی معلوم ہوتی تھی ؎

نون ابرو ہین تو مین آنکھ بھی ہر صیاد ۔ کہ بیک دم ز دنش آ ہوئے رم ہم اُفتاد
من ز اعجاز کہ نمود چنین دارم یاد ۔ کرد آ برد بیک لحظہ چو صید بصیاد

الحمد مرے دل کو کیا دل تو نے
دور ہی سے سہی دکھلائی تو منزل تو نے

کان بڑی بڑے تھے اور بایان کان کسی قدر شہید تھا۔ بینی کسی قدر بڑی تھی رخسارے اُبھرے ہوئے تھے جن سے چہرہ بہت خوشنما اور بارعب معلوم ہوتا تھا ؎

رخ زیبا کو ترے نور کا ٹکڑا کہیے ماہ و خورشید کو عکس رخ زیبا کہیے
والضحیٰ کہیے کہ والشمس کا آیا کہیے کہنے جو کچھ بھی مگر نور خدا کا کہیے

ڈھلے کس نور کے سانچے مین یہ رخسار کرہین
دیکھنے والونکی آنکھونکے یہ دو تارے ہین

لب باریک تھے اور گلابی تھے۔ ریش مبارک ذقن پر زیادہ تھی نہ بہت بڑی نہ بے حد چھوٹی۔ بازو آپ کے گول پنجہ خوشنما اور انگلیون کے ناخن گلابی چمکدار تھے

پوشاک آپ کی پوشاک بالکل سادی اور کم قیمت کپڑے کی ہوتی۔ سر پر آپ دوپلی ٹوپی پہنتے جس سے تمام سر ڈھک جاتا۔ اور نماز پڑھانے کے وقت چھوٹا سا عمامہ زیب سر فرماتے۔

کبھی آپ پردے دار انگرکھا پہنتے اور کبھی صرف شلوکہ پر اکتفا فرماتے۔ پائجامہ آپ ہمیشہ غرارے دار پہنتے تھے۔ آپنے کبھی عبا قبا کا استعمال نہین کیا

جوتہ یا تو آپ دہلی کا سادہ پہنتے یا لکھنؤ کا گھیتلہ یا زرد مخملی یا حیدرآباد کی نرم زیرپائی استعمال فرماتے۔ ہرکیف کچھ تکلف نہ تھا جو ملگیا وہ پہن لیا۔

خوراک جب سے اعلیٰ حضرت دہلی سے پوری تکمیل فرماکر واپس ہوئے تو آپنے پیر مرشد کی سنت کھانے پینے مین بھی ادا فرماتے۔

جو معمول حضرت شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کا تھا کہ صبح کو مونگ کی کھچڑی نوش فرماتے تھے آپنے بھی تا بوصال وہ سنت ادا فرمائی۔

شام کو آپ مونگ کی دال یا ماش کی دال یا مونگ کی بریان ایک آدھ پھلکی کے ساتھ تناول کرتے۔ اور تھوڑا سا دودھ نوش کرتے۔

آپ کا پس خوردہ اسقدر لذیذ معلوم ہوتا تھا کہ جس نے ایک مرتبہ اُسکا ذائقہ چکھا ہے وہ تمام عمر اُسکی لذت نہین بھول سکتا۔

دوپہر کو آپ اکثر ایک آدھ بتاشا بھی کھا لیتے تھے۔

کسی وقت فرماتے ہم اسوقت بھوکے ہین۔ بہت بھوک لگی ہے۔ کوئی چیز عمدہ ہوتی تو ہم کھاتے"!

عرض کیا جاتا جو حکم ہو وہی طیار کیا جائے۔ آپ سکوت فرماتے اور کچھ توقف کے بعد فرماتے کہ میری ہنڈیا تو طاق پر سے لانا جسمین بتاشے رکھے ہین۔ آپ دو ایک لے کر مُنھ مین ڈالتے اور اپنی مٹھی سے پانی نوش فرماتے۔ جب ڈکار آتی تو فرماتے الحمد للہ میرا پیٹ بھر گیا۔

باجرے کی روٹی آپ کو بہت مرغوب تھی جب کوئی پیش کرتا تو آپ بڑا انتہا خوش ہوتے۔ اور نہایت رغبت سے نوشجان کرتے۔

میوہ جات مین آپ کو آم و خربزہ سے بہت شوق تھا۔ فصل و بے فصل اکثر پسند فرماتے۔

آپ نے فرمایا کہ خربزے کی قاشین تراش کر رکھی گئین وہ بے مزہ تھین۔ مین مراقبہ کر رہا تھا ایک توجہ اُنپر بھی کی سب شیرین ہو گئین۔ جو شخص آپ کے لیے خربزہ یا آم تحفے مین لاتا آپ دیکھکر بہت خوش ہوتے۔

کبھی کبھی آم یا خربزے کی ایک آدھ قاش نوش فرما لیتے اور بہت تعریف فرماتے تھے

آپ زمانۂ شباب مین پان بہت نوش فرماتے لیکن جب سے دانتوں کی تکلیف ہوئی پان کھانا آپنے بالکل موقوف کر دیا۔

آپ کو قبض کی شکایت بہت رہتی تھی۔ غالباً اسی خیال سے حقہ نوش فرماتے۔ لیکن وہ تمباکو نہایت اعلیٰ درجے کی ہوتی تھی جب حقہ بھرا جاتا تو تمام مکان معطر ہو جاتا۔ اپنا حقہ آپ کسی اور کو عنایت نہ کرتے اور نہ کسی کی اتنی جرأت ہوتی تھی کہ لے لے۔

اخلاق

آپ کے اخلاق حمیدہ کے متعلق صرف اسی قدر کہنا کافی ہے کہ مدۃ العمر میں آپ نے دست و زبان سے کسی کا دل نہ دکھا۔ محبت، مروت، ہمدردی، رحمدلی، فیاضی جو اخلاق کی صفتیں ہیں وہ آپ میں موجود تھیں غرضکہ آپکے اخلاق عین قرآن وحدیث تھا۔

آپ کی خوش خلقی کے لیے کوئی معیار ہی مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ جو بات آپ کی زبان مبارک سے نکلتی سننے والوں کو وہ بیحد پسند آتی۔

عبادت

آپکا وہ درجۂ عالیہ تھا کہ آپ کا ہر ایک کام عبادت میں شامل تھا۔ قرآن و سنت کے آپ بہت بڑے پابند تھے۔ حتیٰ کہ مستحبات کو بھی ترک نہیں فرماتے تھے۔ اور باوجود اس اتباع کے کسر نفسی اور فروتنی سے فرماتے کہ جب کوئی بات سنت کے مطابق ادا ہو جاتی ہے تو عرش سے ایسا نور آتا ہے کہ میں تر بتر ہو جاتا ہوں۔

حسن عقیدت

آپ بزرگوں کا بہت ادب فرماتے اور اکثر انکی شان میں کلمات توصیف ارشاد کرتے۔ ایک دن کسی نے عرض کیا اب اگر مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ ہوتے تو وہ بھی آپ کا ادب کرتے۔"

آپ نے کسی قدر کشیدہ ہو کر فرمایا چپ رہو کیا کہتے ہو وہ ہمارے اُستاد ہیں۔

آپ اپنے پیر کا نام بیعت کے سوا کسی وقت نہ لیتے۔ ضرورت ہوتی تو حضرتؒ کہا کرتے۔ بیعت کے وقت آپ فرماتے " بیعت ہے رسول اللہ کی طریقے میں حضرت شاہ آفاق رضی اللہ عنہ کے"

محبت اسقدر تھی کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ آفاق رضی اللہ عنہ کو کچھ تردد تھا آپ نے

فرمایا حضرت یہ غلام حاضر ہے جس کے ہاتھ چاہیے بیچ دیجیے اور تردد رفع کیجیے صرف اتنا فرما دیجیے کہ پنجوقتہ نماز پڑھ لینے دے اور ہر وقت شب و روز خدمت مین رکھے۔

اتقا تقوی کا لحاظ آپ کو ہر وقت ہر ایک بات مین رہتا۔ آپ نے کبھی کوئی نیا کپڑا بغیر دُھلوائے ہوئے نہین پہنا ؏

اسقدر تھا آپ کو اپنی طہارت کا خیال
بے دُھلائے آپ نے پہنا نہین کپڑا نیا (اخگر)

علی ہذا کھانے پینے کی چیزون مین بھی اسکا کافی لحاظ رہتا تھا۔ ایک مرتبہ شام کا کھانا بالکل طیار ہو چکا تھا یک بیک اعلیٰ حضرت بیٹھے بیٹھے اندر تشریف لے گئے اور تین دیگچیون اور پتیلیون کا کھانا اٹھا کر پھینکدیا اور غصے کی حالت مین چپ چاپ مسجد مین آ کر بیٹھ گئے۔ جب حضرت احمد میا نصاحب مدظلہ العالی اندر گئے تو یہ معلوم کر کے آپ کو سخت تعجب ہوا۔ لیکن آپ نے پتہ لگا لیا کہ جو ساگ پالک کا اعلیٰ حضرت نے منگایا تھا اُسمین لانے والے نے روکن ڈالدی تھی اسلیے وہ حرام ہو گیا تھا۔

شب کو مستورات پیرانی صاحبہ کے پاس آتین اور جب اُن کو زیادہ رات ہو جاتی تو بطور تمسخر کے اعلیٰ حضرت سے کہتین کہ میاں ہمین ہمارے گھر تک پہونچا آؤ۔ آپ فوراً مستعد ہو جاتے۔ آگے آگے وہ جاتین اور پچاس قدم کے فاصلے پر آپ ہوتے اور راستے مین جو دو کاندار یا اور آدمی ملتا تو آپ فرما دیتے کہ ہم فلانے مرد کی بیوی کو پہونچانے جاتے ہین۔ جب گھر پہونچتے تو وہ بیوی کہتین کہ میاں تم تو بدنام کر دیتے ہو۔ اب تمھارے ساتھ نہ جائینگے آپ فرماتے شریعت مین حکم یہی ہے۔

آپ کی عمر شریف ایک سو پانچ سال کی ہوئی اور تقوی کا یہ حال تھا کہ کبھی کسی نامحرم عورت نے آپ کا جسم مبارک مَس نہین کیا۔

اعلیٰ حضرت اندر حرم سرا مین تشریف ۔ تھے پیرانی صاحبہ بیٹھی ہوئی تھین

اور حضرت احمد میاں صاحب مدظلہ بھی موجود تھے یکا یک پیرانی صاحبہ کو غش آ گیا اور وہ گرنے لگیں۔ جناب صاحبزادہ صاحب نے چاہا کہ اُن کو سنبھالیں مگر آپ نے فرمایا احمد! تم نہ چھونا اور آپ نے خود اُٹھ کر جلدی سے تھام لیا۔ حضرت احمد میاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو بہت رنج رہا کہ آخر اسمین کیا مصلحت تھی مگر کچھ سمجھ مین نہ آیا۔ حُسن اتفاق سے موقع فقہ کی ایک مستند کتاب مین یہ مسئلہ نکلا کہ جوان لڑکا اگر اپنے والد کی بیوی کو اُسکی حیات مین بہ نظر شہوت مس کرے تو وہ اُسپر حرام ہو جاتی ہے۔ حضرت نے جاکر بے ساختہ اعلیٰ حضرت کے ہاتھ چوم لیے اور کہا کہ بابا! سارا تقویٰ آپ ہی پر ختم ہو گیا۔

جس بات مین ذرا سا بھی احتمال اور شک ہوتا آپ اُس بات کو ہرگز اختیار نہ فرماتے کھانا پینا پہننا اور تمام معاملات مین آپ کو خدا و رسول کی خوشنودی اور طاعت کا بہت بڑا پاس رہتا۔ چنانچہ کوئی بات آپ کی ایسی نہ ہوتی تھی جس سے آپکا فنافی الرسول کا مرتبۂ عالیہ نہ ثابت ہو۔

اتباع سنت اور طہارت و تقویٰ کی ایسی نظیر اِس زمانہ مین ملنی بہت مشکل ہے۔

استغنا

اسباب دنیا کی طرف سے آپ بہت ہی مستغنی تھے۔ مال و زر کی آپکو ذرا پروانہ تھی۔ روپیہ کی وقعت تو آپ کی نظر مین سنگریزے کے برابر بھی نہ تھی بے پورے ایک حکیم صاحب نے آپ کی خدمت مین ایک قیمتی معجون پیش کی اور عرض کیا اب حضور کا پیری کا عالم ہے۔ اگر اس معجون کا استعمال کیا جائے تو ضعیف قویٰ مین توانائی آجائے گی اور اعضاے مبارک کو بہت تقویت پہونچے گی۔

آپ نے ذرا سی معجون لے کر زبان پر رکھی اور تعریف کرکے فرمایا بہت لذیذ ہے اتفاقاً سلطانی مہتر اُدھر سے نکلا آپ نے بُلا کر فرمایا۔ سلطانی تو بہت کمزور ہو گیا ہے لے اس دوا کو لے جا اسکے کھانے سے طاقت آجائے گی۔ حکیم صاحب ہمارے بڑے دوست ہین جنھون نے یہ دوا عطیا کی۔ چنانچہ کُل دوا اُٹھا کر اُسکے حوالے کر دی۔

ایک مرتبہ دربھنگہ کے راجہ صاحب شب کو حاضر ہوئے اور تین سو اشرفیوں کی تھیلی پیش کی آپ نے پوچھا اسمین کیا ہے۔ راجہ نے کہا کہ اشرفیان ہین آپ نے اسیوقت اُن بقالون کو طلب کیا جن سے لین دین تھا اور انہین سے ایک بقال کو وہ تھیلی بغیر گنے گناے دے دی۔

جب وہ آپ کے سامنے کھول کر شمار کرنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ ارے گھر سے گن کر بتا جانا۔ وہ چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا تو آپ نے پوچھا کہ اب تو تمھارا قرضہ ادا ہو گیا؟ اُس نے کہا کہ میان پچاس روپے باقی رہے ہین فرمایا جب اللہ دے گا وہ بھی دے دینگے۔ یہ بے پروائی اور استغنا دیکھکر دربھنگہ کے راجہ صاحب حیران رہ گئے۔

بمبئی کے ایک صاحب ثروت تاجر خدمت مین حاضر ہوئے اور آپ کی خدمت مین ایک قیمتی چادر پیش کی آپ نے بہت پسند فرمائی۔ اور تعریف کی۔ اِسی اثنار مین مہترانی اُدھر سے نکلی آپ نے بُلا کر وہ چادر اُسے مرحمت فرمائی۔ سوداگر آپ کی بے نیازی اور بے پروائی کا یہ عالم دیکھکر بہت متحیر ہوا۔

جب کرسٹ وائٹ صاحب لفٹننٹ گورنر اعلیٰ حضرت کی ملاقات کو آئے تو آپ ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر مُنھ بند کیے لیٹے تھے۔ جس وقت لفٹننٹ گورنر بہادر کی آمد شروع ہوئی تو صاحب ڈپٹی کمشنر نے حضرت قبلہ سے کہا کہ لفٹنٹ گورنر بہادر اعلیٰ حضرت سے ملاقات چاہتے ہین۔ آپنے فرمایا کچھ مضائقہ نہین آنے دو۔ اسی اثنار مین وہ اپنے شان کے ساتھ دروازے مین اتر پڑے اور پہلے حضرت قبلہ سے جو مقبرے کے پاس کھڑے ہوے تھے مصافحہ کیا۔ اور پوچھا آپ ہی کا نام احمد میان ہے۔ حضرت نے فرمایا ہان۔ پھر حضرت قبلہ کے ساتھ ساتھ لفٹنٹ گورنر بہادر اعلیٰ حضرت کی خدمت مین باریاب ہوئے آپنے مُنھ کھولا اور اُٹھ کے مصافحہ کیا پھر بیٹھنے کا اشارہ کیا

گورنر صاحب بہادر بیٹھ گئے۔ اثناء گفتگو مین یہ بھی پوچھا کہ آپ کی عمر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا میری عمر نوے برس کی ہوگی۔ گورنر صاحب بہادر نے پوچھا کہ آپ خط پڑھ سکتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہان چاندنی رات مین بغیر عینک وغیرہ کے پڑھ سکتا ہون گورنر صاحب بہادر اور نیز اُنکے ڈاکٹر صاحب نے بہت حیرت ظاہر کی۔

اسکے بعد حضرت احمد میان صاحب مدظلہ العالی نے ایک قاب مٹھائی کی اعلیٰ حضرت کی خدمت مین پیش کی آپ نے ایک برفی اُٹھا کر اور اُسپر کچھ دم کر کے گورنر صاحب بہادر کو دی اور فرمایا کہ کھالو۔ گورنر صاحب بہادر کو کچھ تامل ہوا اور بخوف اشتباہ اپنے ڈاکٹر کی طرف دیکھنے لگے۔ آپ نے پھر فرمایا کھا بھی لو۔ چنانچہ لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر نے اسمین سے کچھ نوش کر کے اپنے تمام سٹاف کو کھلایا۔

رخصت کے وقت آپ سے کہا آپ کا جانشین کون ہوگا۔ آپ نے فرمایا یہ جو تمہارے پاس بیٹھے ہین۔ چنانچہ پرائیوٹ سکرٹری نے اُسی وقت احمد میان صاحب قبلہ کا نام نامی اپنی نوٹ بک مین تحریر کر لیا۔ پھر لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر نے آپ سے کہا کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو فرمائیے مین اُسے بسر و چشم انجام دونگا۔ آپ نے اُسوقت نہایت استغنا اور بے نیازی کے لہجے سے فرمایا کہ مجھے میرا اللہ کافی ہے اسکے بعد لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر رخصت ہوئے اور شام تک صدہا انگریز خدمت عالی درجت مین حاضر ہو کر قدمبوسی کا شرف حاصل کرتے رہے۔

شجاعت

شجاعت آپ کی قدرتی تھی اور فن سپہگری نے اور بھی چمکا دیا تھا۔ گھوڑے پر خوب سوار ہوتے تھے۔ شمشیر زنی مین کمال تھا۔ تیر اندازی مین بے نظیر مشق تھی۔

چودھری حشمت علی سندیلوی آپ کے مرید تھے۔ ایک دن چودھری صاحب کا دربار آراستہ تھا۔ مختلف علم و [illegible] ماہر حاضر تھے۔ اور خوش قسمتی سے آپ بھی

اُسوقت رونق افروز محفل تھے ایک تیر انداز حاضر ہوا جسے اپنے فن مین کمال کا دعویٰ تھا۔
چنانچہ لوہے کا مضبوط توا کچھ فاصلے پر رکھدیا گیا اور ماہر تیر انداز نے کمان مین تیر جوڑکر
جو لگایا تو توے کے پار ہوگیا۔ اور پھر وہ برابر تیر سے تیر لگاتا رہا۔
حاضرین سکتے کے عالم مین تھے۔ جب وہ اپنا فن دکھاچکا تھا تو چودھری صاحب نے
اپنے احباب کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ کوئی ہے جو ایسے باکمال کا مقابلہ کرے۔ یقیناً
اسکی نظیر ناممکن ہے۔ آپ نے مُسکرا کر فرمایا خدا کے بندے ایک سے ایک بڑھکر موجود ہین۔
اور حکم دیا کہ دو توے بالمقابل رکھے جائین پھر دست مبارک مین کمان لے کر تیر لگایا جو
دونون توؤن سے پار ہوگیا۔
پھر آپ بہت دیر تک تیر سے تیر لگاتے رہے۔ تیر انداز نے بڑھکر ادب سے
ہاتھ چوم لیے اور کہا کیا کوئی آپ کے سامنے تیر اندازی کرے گا اسکے سوا اور بھی
بہت سے واقعات ہین جن سے فن سپہگری کی واقفیت اور آپ کی بے نظیر شجاعت
ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن سب سے زیادہ قابلِ وقعت آپ کی وہ شجاعت تھی جس سے اقلیم نفس پر
فتح حاصل ہوئی۔

سخاوت

ایک ابر تھا جس سے مینھ کی جگہ سیم وزر برستا تھا۔ جس خوش نصیب کو
ایک مرتبہ آپ کی زیارت کا فخر حاصل ہوگیا اُسے آپ کی نظر کیمیا
اثر نے مالا مال کردیا۔ آپ کی سخاوت کا معیار یہ تھا کہ جو بات آپ کے امکان مین
ہوتی اُس سے آپ کبھی دریغ نہ فرماتے۔ اگر کسی نے باطنی دولت کا سوال کیا تو
آپ نے کبھی عذر نہ کیا اور اسقدر عطا فرمایا کہ لو کان علی جبل لرأیتہ خاشعاً
متصدعاً +
دنیا کے طالب بھی آپ کے درِ دولت سے محروم نہ جاتے اور اپنی آرزو سے
زیادہ پاتے۔ فیض وکرم کا ایک سرچشمہ تھا جس سے تشنگان دین ودنیا سیراب ہورہے تھے

جسقدر لوگون نے آپ کی سخاوت سے فائدہ اُٹھایا اُسکا علم عالم الغیب کے سوا کسی کو نہین اور جو مشہور روایتین بچے بچے کی زبان پر ہین اگر اُن کا مجموعہ لکھا جائے تو ناممکن ہے ولو کان البحر مدادا۔

اسجگہ چند واقعات ناظرین کی تسکین طبع کے لیے لکھے جاتے ہین۔ گویا وحدت کا ایک تروتازہ پھول کھلا ہوا تھا اور اُسکے نظارے کو ہفت اقلیم کے تماشائی چلے آرہے تھے۔ اُسکا رنگ خوشنما دیکھکر آنکھون کا نور اور دل کا سرور حاصل کرتے اور اُسکی بوے جانفزا مین وہ تاثیر تھی کہ آن کی آن مین سرمست و بیخود ہو جاتے۔

ایک مرتبہ کوئی عرب صاحب تشریف لائے۔ اور مقبرے مین جہان آپکا مزار ہے فروکش ہوے۔ رات کے دس بجے تھے کہ اعلیٰ حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر کہنے لگے کہ

"یا شیخ الہند! ہمارا اسباب کانپور مین چوری ہو گیا بہت مجبور ہین اسوقت آپ ہمکو دو سو روپے دیجیے۔" اعلیٰ حضرت نے فرمایا بھائی اسوقت تو ہمارے پاس کچھ نہین۔ عرب صاحب نے کہا، "ہم کچھ نہین جانتا جسطرح ممکن ہو دو۔"

چونکہ آپ اہل عرب کی بہت عزت کرتے اور محبت سے پیش آتے تھے اُسیوقت اپنے میر منشی کو بلایا اور فرمایا کہ بھائی جہان سے ممکن ہو دو سو روپے لاکر عرب صاحب کی خدمت کرو۔" میر منشی نے کہا اے حضور رات کے دس بج چکے ہین۔ دوکانین بند ہو چکی ہین کہان سے لاؤن؟ فرمایا "جاؤ کسی بقال کے پاس سے قرض لے آؤ اللہ جب دے گا دیدینگے۔"

میر منشی ایک بقال کے پاس گئے اور کہا "بابا نے دو سو روپے مانگے ہین جلد دو۔" بقال کے پاس ڈیڑھ سو روپے تھے اُسنے دیدیے۔ میر منشی نے لاکر حضور مین پیش کیے اعلیٰ حضرت نے عرب صاحب کو عطا فرمائے۔ عرب صاحب نے کہا یا شیخ الہند!

ہم دو سو سے کم نہ لے گا" فرمایا بھائی اسوقت اور زیادہ ممکن نہیں۔ لیکن جناب عرب صاحب قبلہ نے ایک نہ مانی۔ اور اپنی ضد پر قائم رہے آخر آپ نے مجبور ہوکر پھر میر منشی کو حکم دیا کہ جاؤ اور پچاس روپے لاؤ میر منشی نے دوسرے بقال کے پاس سے پچاس روپے لاکر عرب صاحب کو دیئے اور رخصت ہوگئے۔

چند قدم چل کر پھر واپس آئے اور کہنے لگے یا شیخ الہند جو مال ہمارا چوری گیا اسمیں ہماری ایک چادر اور ایک دری ایک لوٹا ایک کٹورہ بھی تھا" آپ نے یہ سنکر اپنی چادر جو اوڑھے ہوئے تھے اور اپنی دری اپنا لوٹا اور کٹورہ عنایت کیا اور فرمایا آپ جلدی سے چلے جائیں کسی کو خبر نہ ہو۔

رات کے بارہ بج چکے تھے عرب صاحب مسجد سے باہر جاکر پھر واپس آگئے اور کہنے لگے" یا شیخ الہند ہمکو آٹھ خط لکھدو۔ اعلیٰ حضرت نے میر منشی کو حکم دیا لکھدو" مگر عرب صاحب نے کہا "نہیں اپنے ہاتھ سے لکھدو" اندھیری رات تھی اور ہوا تیزی کے ساتھ چل رہی تھی۔ مشکل تھا کہ دیا روشن رہتا اگرچہ میر منشی نے کچھ تامل کیا کہ عرب صاحب بے فائدہ تکلیف دے رہے ہیں لیکن اعلیٰ حضرت نے فرمایا چپ رہو حکم کیا جاؤ مسجد کے اندر تشریف لائے اور عرب صاحب کی فرمایش پوری کردی۔ اسی کاوش و کاہش میں دو بج گئے آپ نے کمال محبت و ادب سے فرمایا۔ آؤ عرب صاحب ہم تمکو خود پہونچا آئیں" چنانچہ تھوڑی دور تک آپ ساتھ تشریف لے گئے اور مصافحہ کرکے رخصت کیا" عرب صاحب چند قدم چل کر پھر واپس آئے اور کہا یا شیخ الہند ہمکو ٹٹو بھی منگوا دو" آپ دروازے پر کھڑے تھے میر منشی سے کہا ٹٹو بھی لادو آخر جب ٹٹو بھی آگیا تو آپ نے فرمایا لو اس پر بیٹھو اور چپ چاپ چلے جاؤ۔ لوگوں کے اٹھنے کا وقت آگیا ہے۔ سب کو معلوم ہو جائے گا۔ وہ ٹٹو پر بیٹھکر چند قدم گئے تھے کہ پھر واپس آئے" .. کہا کہ اسکا کرایہ بھی آپ دیجیے۔

چنانچہ آپ نے ٹٹو والے سے کہدیا کہ فلان بقال سے لے لینا۔

معمول تھا کہ صبح کو آپ خادمون سے استفسار فرماتے کہ کسی نے کوئی خواب نہین دیکھا؟ ایک دن کسی خادم نے عرض کیا کہ مین نے یہ خواب دیکھا کہ ایک کالا ناگ میری چارپائی کے اوپر چھت مین لپٹا ہوا لٹک رہا ہے۔ مین خوف کھا کر اس زور سے اُچھلا کہ چارپائی کی پٹی ٹوٹ گئی۔ آپ نے سُنکر فرمایا پھر ہم کو کیا مطلب؟ خادم نے لجاجت سے عرض کیا کہ حضور! میری تو چارپائی ٹوٹ گئی۔ رحم آگیا اور اُسیوقت اپنی چارپائی مرحمت فرمائی۔

اہل وطن کی آپ بہت امداد فرماتے تھے۔ محمد خان کہتے ہین مین اکثر حاضر رہتا تھا ایک دن کوئی صاحب مرید ہوئے پچیس روپے اور ایک بڑی سی مشکی خستہ کھجورون کی پیش کی۔ آپ نے چھ روپے مجھے عطا کیے۔ پھر ایک کھجور کا ذائقہ دیکھا۔ تعریف کر کے فرمایا کہ طاق مین تھوڑی سی رکھدو باقی تم لیجاؤ بچون کو دینا تم کھانا۔ مگر تم تو چادر بھی نہین لائے (اور یہ کہکر اپنی چادر مرحمت فرمائی) تو اِسے اُوڑھ لو اور چپکے سے چلے جاؤ کسی کو خبر نہو۔

ایک خادم رات کو خدمت مین حاضر تھا افسردہ دیکھکر فرمایا کیسے ہو؟ خادم نے عرض کیا حضور! لڑکی کی شادی ہے اور میرے پاس کچھ نہین۔ آپ ہزارون دعائین دینے لگے اور فرمایا ہمارے پاس اسوقت کچھ نہین جو تمکو دین (پھر تھوڑی دیر مین کچھ یاد آیا) سرہانے سے روپیون کی ایک تھیلی نکال کر مرحمت فرمائی۔ گنے تو پورے پانسو تھے۔ مرادآباد کے جسقدر مسلمان گھر تھے اُنکی خبر گیری ہمیشہ آپ فرماتے کوئی نہ تھا جسے آپ دو چار دس پانچ بلکہ سو پچاس روپے روز عطا نہ فرماتے۔

لوگون کے گھرون مین دودھ بھینسین بندھی تھین اور جنسے دودھ دہی نوش کرتے۔

مراد آباد کے ہر ایک مسلمان کو آپ نے اسقدر روپیہ دیا کہ اگر وہ اُسکی قدر کرتا اور سنبھال کر رکھتا تو تمام عمر اُسے تہیدستی کی شکایت نہوتی۔

ہر ایک کو اسقدر کپڑے دیے کہ برسون کو کافی ہو سکتے ہین۔ اس قدر برتن دیے کہ اُن سے دو دو جہیز مرتب ہو سکتے ہین۔

اسقدر دریان اور قالین دیے کہ اگر احتیاط سے رکھے جاتے تو تمام عمر کو کافی ہوتے سیم وزر کا ایک ابر تھا جو آپکے دست کرم سے برستا تھا۔ جو کچھ آپ کے پاس آیا آپ نے کچھ نہ رکھا۔ اکثر فرماتے کہ جو شام کو کھانا کھا کر صبح کے لیے اُٹھا رکھے وہ بڑا بدقسمت ہے۔

ذوق سخاوت اسقدر تھا کہ جب کسی کی گفتگو یا کسی کی صورت سے سوال پیدا ہوا آپ نے پورا کر دیا۔ اسمین شک نہین کہ آپ کی سخاوت مصداق تھی اس آیت کی کہ فِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ جن لوگون نے آپ کی ظاہری سخاوت سے فائدہ اُٹھایا وہ ابر اور بحر کو آپ کے دست فیض کے مقابلہ مین ہیچ سمجھتے ہین وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ۔

کوئی صاحب اعلیٰ حضرت کی خدمت شرف قدمبوسی حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوئے اور ایک قیمتی سونے کی گھڑی پیش کی آپ نے لیکر مٹی کے گھڑے مین جو ردی کاغذ وغیرہ رکھنے کے لیے موجود رہتا تھا ڈالدی۔

تھوڑی دیر کے بعد منشی نیاز احمد صاحب حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا دیکھنا گھڑے مین ایک ڈبیا پڑی ہے۔ منشی صاحب نے دیکھا تو گھڑی تھی۔ عرض کیا حضور! یہ گھڑی ہے۔ آپ نے فرمایا گھڑی کسے کہتے ہین؟ جواب مین عرض کیا کہ اُس سے وقت معلوم ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہم کو تو یون ہی وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ اب صبح ہوئی اب دوپہر ہوئی اب شام ہوئی۔ ہم سمجھے تھے کہ کوئی ڈبیا ہے

ہمارے بتاشے رکھنے کے کام آئے گی۔ منشی صاحب نے کہا جی نہین یہ تو گھڑی ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا پھر تمھارے کسی کام مین آسکتی ہے؟ عرض کیا کہ جی ہان فرمایا اچھا تم لے لو۔

کشف وکرامت۔ آپ کی کرامتین بے انتہا ہین اور اُن سب کو مجموعی صورت مین پیش کرنا ایک انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ مگر تبرکًا اسجگہ بقدر گنجایش درج کی جاتی ہین۔

میان جمن صاحب کو رعشہ کا عارضہ تھا۔ کھڑے ہین بیٹھے ہین اور تمام جسم کانپ رہا ہے۔ حکیمون اور ڈاکٹرون کا بہت علاج کیا مگر بے سود! جب ہر طرف مایوسی ہوئی تو خدا کی طرف رجوع کیا۔ شہرۂ عام نے حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کے دربار تک پہونچادیا۔ رعب وجلال دیکھکر حیران رہ گئے۔ اُسی وقت بیعت کی اعلیٰ حضرت نے دو گولیان مرحمت کین جنکے کھاتے ہی مرض دور ہو گیا۔ اور آج تک بفضلہ موجود ہین۔

منشی قدرت اللہ صاحب اڈیٹر اخبار نظارۂ عالم حیدر آباد دکن ارادۂ بیعت سے تشریف لائے عنفوان شباب کا عالم تھا۔ مذہبی تعلیم بھی کچھ ایسی زیادہ نہ تھی۔ دل مین خیال کیا کہ الٰہ آباد کی مسافت اگرچہ زیادہ ہے لیکن ریل گاڑی کی تیز رفتار سواری نے سفر مین سفر کی حیثیت باقی نہین رکھی۔ چنانچہ نماز قصر نہ کی۔ جب اعلیٰ حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے آپ نے اثنائے کلام مین فرمایا بندہ کی ناشکری ہے اگر خدا کی نعمت قبول نہ کرے۔ بعض لوگ نماز قصر نہین کرتے اور اپنی رائے کو دخل دیتے ہین (پھر انکی طرف مخاطب ہو کر ارشاد کیا) میان! تم نے بھی سُنا اب نماز قصر کرتے جانا۔

بلند شہر کے مضافات مین ایک صاحب ثروت نوجوان نے خط لکھا

کہ مین قدرتی نامرد ہون - والدین نے زبردستی شادی کردی - بمشکل تھوڑی مدت بسر کی اب تو زندگی وبال جان ہے -

سنکھیا صندوقچی مین رکھی ہے اور مین جواب کا منتظر ہون اگر جواب ملا تو یقیناً اسی ہفتے مین کھا لونگا ہر چند خودکشی شرعاً عقلاً عرفاً ہر طرح جرم ہے مگر میری مجبوریون کی انتہا ہو چکی ہے - میری کوشش سے تو کامیابی ناممکن ہے ہان حضور کے نزدیک کوئی بڑی بات نہین - اگر حضور نے کچھ توجہ نہ فرمائی اور مین نے خودکشی کرلی تو داور محشر کے سامنے یہی کہونگا کہ مجھے مولانا فضل رحمٰن نے سنکھیا دی ہے" رات کو گیارہ بج چکے تھے جب میر منشی نے آپ کو یہ خط سُنایا - آپ نے خط کو چاک کر دیا اور اُسی وقت جواب لکھوایا کہ بھائی ہم تمھارے لیے دعا کرتے ہین -

کئی دن کے بعد دوسرا خط آیا کہ فلان تاریخ کو رات کے گیارہ بجے سے مجھ صحت کا اثر محسوس ہوا اور بفضلہ بالکل خیریت سے ہون" چند دن کے بعد اِن صاحب نے آکر بیعت کی -

ضلع الہ آباد سے کئی شخص مُرید ہونے کی غرض سے آئے - ایک صاحب نے دل مین کہا کہ یہ عجب مصیبت ہے کہ خشک دال روٹی کھانا پڑتی ہے -

جلالی زمانہ تھا جس وقت دسترخوان بچھا اور سب لوگ کھانا کھانے بیٹھے تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ بعض لوگ ہمارے ہان آکر لذیذ کھانے چاہتے ہین فقیرون کے ہان تو یہی خشک دال روٹی ہے (پھر اِن صاحب کی طرف مخاطب ہو کر کہا) تم نے بھی سُنا ؟

ایک مرتبہ دشمنون کا مزاج کچھ بہت ناساز تھا بظاہر امید زیست منقطع ہو چلی تھی - آپ اُن دنون پانسو روپے کے مقروض تھے حضرت نے فرمایا بیٹا ! مین پانسو روپے کا قرضدار ہون اسے فوراً ادا کردو - آپ - سی وقت ملا دین سے مہاجن کو رقعہ

لکھ کر روپیہ منگوایا اور ادا کر دیا۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ فرمایا بیٹا! ان پانسو کے عوض میں تم کو پچھتر ہزار ملینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب حضرت بھوپال تشریف لے گئے تو ہزاروں روپے نذر میں پیش کیے گئے۔

مراد آباد کے تھانوں میں فوجداری ہوئی اور سب انسپکٹر نے چالان کیا۔ اتفاقاً آپ بھی ادھر سے گذرے۔ اُن لوگوں پر نظر پڑ گئی۔ فرمایا آپس میں لڑتے ہو اس سے فائدہ؟ کہنے لگے حضور! دنیادار ہیں کیا کریں۔ فرمایا اچھا جاؤ تم دونوں جاکر اپنے اپنے گھر لوٹ آؤ گے۔ ہر چند دونوں میں سخت عداوت تھی لیکن حاکم کے روبرو راضی نامہ کر لیا۔

ملاوین کی ایک مسجد میں آپ تشریف رکھتے تھے پاکر کی ٹہنی کو مسواک بناکر زمین میں لگا دیا اور دعا کی کہ یا اللہ اسے سرسبز کر دے۔ چنانچہ آج تک اُسی جگہ پاکر کا گھنیرا درخت موجود ہے۔

ایک یورپین افسر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مُسکرا کر فرمایا تم بائیس سو روپے تنخواہ پاتے ہو اگر ایک ہزار کا اضافہ ہو جائے تو ہم کو کچھ دوگے؟ کہنے لگا ول مولانا ایسا ممکن نہیں اب چھ ماہ کے بعد ہماری پنشن ہو جائے گی۔ فرمایا اچھا اگر ہو جائے تو خوش ہوگے۔ بولا ممکن ہی نہیں جواب میں ارشاد ہوا جاؤ ایک ہزار کا اضافہ ہوا۔ وہ ہنستا ہوا چلا گیا۔

چند دن پیچھے وہ ایک ہزار کی ترقی کے ساتھ کسی دوسرے محکمہ کا افسر ہو گیا۔

مقام جاجمؤ میں ایک مرتبہ آپ کا گذر ہوا۔ کسی برہمن کا لڑکا پختہ کنوئیں کی من پر کپڑا دھو رہا تھا اور ناپاک چھینٹیں اُڑ اُڑ کر کنوئیں کے اندر جا رہی تھیں۔ آپ نے منع فرمایا۔ مگر اُس نے نہ مانا اور گستاخانہ جواب دیا آپ نے عصائے مبارک کو دہن رکھکر آنکھیں بند کر لیں۔ ابھی وہ لڑکا نہا رہا تھا کہ یکایک کنوئیں کا پانی جوش زن ہوا

اور ابل کر منہ تک آگیا ذرا سی دیر مین زمین پر کئی بالشت ملبند ہوکر بہنے لگا۔ گانون کے لوگ قدمون پر گر پڑے۔ آپ کو رحم آگیا۔ فرمایا مین نے صرف یہ دعا کی تھی کہ اللہ اس کنوئین کی نجاست دور کرے۔

حضرت کے ہاتھ مین اخبار تھا آپ نے پوچھا بیٹا! یہ کیا چیز ہے؟ عرض کیا کہ اخبار۔ آپ نے کہا کہ اخبار مین کیا ہوتا ہے کہا کہ ملک ملک کی خبرین ہوتی ہین۔ فرمایا اچھا بتاؤ تو روم و روس کے جنگ کے متعلق کیا خبر ہے؟ پڑھکر سنایا گیا کہ ایک مقام پر سلطان روم کو بڑی شکست ہوئی اور ممکن نہین کہ سلطان روم اس مقام پر فتح پا سکین۔ آپ نے فرمایا کہ ہم سے ایک معتبر شخص کہہ گیا ہے کہ روم کو فتح ہوئی چاہے کوئی مانے نہ مانے۔

آئندہ اخبار مین اڈیٹر نے لکھا کہ ناظرین معاف فرمائین کہ مین روم کی جگہ روس لکھ گیا ہون۔

آپ نے وصال سے بارہ برس قبل آپ کے ایک خادم کا پانون اسجگہ پڑ گیا جہان آپ کا مزار شریف ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بے ادب! جہان میری قبر ہوگی وہان تو پانون رکھتا ہے۔

زمانۂ غدر مین شاہ غلام رسول صاحب نے فرمایا کہ اب انگریزون کا یہان سے قدم اٹھا۔ آپ نے کہا آپ ذرا غور کرین نہین بلکہ جم گیا یہ کہکر وہان سے چلے آئے جب شاہ صاحب نے غور کیا تو حضرت کی صحت کشف معلوم ہوئی۔ آدمی بھیجکر بلوایا اور کہا کہ بے شک تمہارا مکاشفہ صحیح ہے۔

ہندؤن کا میلہ تھا اعلیٰ حضرت خود مسجد کے پاس چبوترے پر تشریف رکھتے تھے کہ ایک فقیر جسکی وضع ہندوؤن سے ملتی جلتی تھی ہاتھ مین چمٹا لیے آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا تم کہان آئے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ خدا کو دیکھنے آیا ہون!!

آپ نے فرمایا کہ خدا یہان کہاں ہے۔ اُس نے کہا جس نے فضل رحمن کو دیکھا خدا کو دیکھا۔ آپ اُٹھے اور اُسکی پیٹھ پر ہاتھ مارا۔ اور اُسے مٹھائی دلوا کر رخصت کیا۔ وہ مخلوق خدا کے انتظام مین تھا۔ یہ بات خدا ہی کو معلوم ہے کہ وہ کس پایہ کا انسان تھا۔

مرزا صاحبان بھوپال پر حکام برافروختہ تھے اُنکی ایذا رسانی سے بچنے کی امید نہ تھی۔ مرزا صاحبان نے خاص آدمی مع عرضی کے بھیجا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ آپ کے بنائے ہوئے مرزا بگڑا چاہتے ہین کشتی منجدھار مین غرق ہو رہی ہے آپ خدا کے لیے ناخدا نبکر پار لگائیے"۔ آپ نے عرضی پڑھکر فرمایا کہ بھائی ہم کیا کرین۔ مرزا صاحبان نے ایک خط علٰحدہ حضرت احمد میان صاحب قبلہ کے حضور مین بھی روانہ کیا تھا جس مین سفارش کی استدعا کی گئی تھی۔

آپ متحیر تھے کہ کیا جائے کیونکہ اعلیٰ حضرت پہلے ہی یون فرما چکے ہین۔ مگر چونکہ آپ بہت بڑے اداشناس اور مزاج دان تھے ایک نئی تدبیر کی اور وہ یہ کہ ہاتھ مین ایک پرزہ لیکر اُدھر سے نکلے۔ اعلیٰ حضرت ہاتھ مین کیا ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ بابا کچھ نہین آپ نے فرمایا کہ ہاتھ مین کچھ ہے اور جھوٹ بولتے ہو۔ چونکہ حضرت قبلہ کو مزاج مین بہت دخل تھا۔ اور راز و نیاز کی باتین ہوتی تھین فرمایا۔ ہم کیا کہین آپ کو اپنے مریدون کی کچھ خبر نہین ہوتی اب دیکھیے مرزا صاحب سے حاکم برخلاف ہو گیا ہے وہ کہتا ہے دیکھین مرزا کا پیر کیسا زبردست ہے کہ اُن کو ہمارے چنگل سے چھڑالے گا۔ یہ سُنکر اعلیٰ حضرت کو جوش آگیا۔ فرمایا بیٹا مرزا کو لکھدو کہ تمھارا کچھ نہ ہوگا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ مرزا صاحبان کو فتح و نصرت حاصل ہوئی اور دشمن پست ہو گئے۔

ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت سے کوئی صاحب ترمذی شریف پڑھ رہے تھے

اور حضرت احمد میاں صاحب قبلہ مدظلہٗ سامع تھے نماز کا ذکر آیا اعلیٰ حضرت نے سلسلۂ کلام مین فرمایا جس شخص نے ایک مرتبہ قطب الاقطاب کے پیچھے ایک نماز پڑھ لی اُسکو اللہ بخشدے گا۔ حضرت نے عرض کیا کہ بابا! جسنے قطب الاقطاب کے پیچھے بارہ برس نماز پڑھی ہو اُسکا کیا حشر ہوگا؟ آپ نے فرمایا بیٹا! ایسا دنیا مین کون ہے، حضرت نے عرض کیا کہ بابا! وہ یہین موجود ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا وہ کون ہے؟ حضرت نے عرض کیا کہ یہ جو چارپائی پر بیٹھے ہین یہی قطب الاقطاب ہین۔ آپ مسکرائے اور فرمایا خیر پڑھو پڑھو آگے چلو۔

حضرت احمد میاں صاحب قبلہ مدظلہٗ العالی پڑھنے جایا کرتے تو آپ فرماتے کہ اچھا پڑھتے جاؤ لیکن تم یون ہی پڑھ جاؤگے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت قبلہ نے کل صحاح ستہ اور قرآن شریف تفسیر کو اعلیٰ حضرت سے بارہا سُنا آج معلومات اسقدر وسیع ہین کہ ایک دریاے بے پایان نظر آتا ہے۔

تمت

شجرۂ طیبہ

سلسلۂ قادریہ

(۱) حضرت مولانا و مقتدانا شاہ فضل رحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۲) اعلیٰ حضرت شاہ محمد آفاق رضی اللہ عنہ
(۳) حضرت خواجہ ضیاء اللہ رضی اللہ عنہ
(۴) حضرت قبلۂ عالم محمد زبیر رضی اللہ عنہ
(۵) حضرت محمد نقشبند ثانی رضی اللہ عنہ
(۶) حضرت ایشان محمد معصوم رضی اللہ عنہ
(۷) حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
(۸) حضرت شاہ اسکندر رضی اللہ عنہ
(۹) حضرت کمال کیتھلی رضی اللہ عنہ
(۱۰) حضرت سید فضیل رضی اللہ عنہ
(۱۱) حضرت سید گدا رحمٰن رضی اللہ عنہ
(۱۲) حضرت شمس الدین رضی اللہ عنہ
(۱۳) حضرت گدا رحمٰن بن ابی الحسن رضی اللہ عنہ
(۱۴) حضرت شمس الدین صحرائی رضی اللہ عنہ
(۱۵) حضرت سید عقیل رضی اللہ عنہ
(۱۶) حضرت سید بہاء الدین رضی اللہ عنہ
(۱۷) حضرت سید عبد الوہاب رضی اللہ عنہ

(۱۸) حضرت شرف الدین قتال رضی اللہ عنہ
(۱۹) حضرت سیّد عبد الرزاق رضی اللہ عنہ
(۲۰) حضرت سیّد محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ
(۲۱) حضرت سیّد ابو صالح رضی اللہ عنہ
(۲۲) حضرت موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ
(۲۳) حضرت سیّد عبد اللہ رضی اللہ عنہ
(۲۴) حضرت سیّد یحییٰ زاہد رضی اللہ عنہ
(۲۵) حضرت موسیٰ مورث رضی اللہ عنہ
(۲۶) حضرت سیّد داؤد مورث رضی اللہ عنہ
(۲۷) حضرت سیّد موسیٰ الجون رضی اللہ عنہ
(۲۸) حضرت سیّد عبد اللہ محض رضی اللہ عنہ
(۲۹) حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ
(۳۰) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
(۳۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ
(۳۲) حضرت سرورِ عالم شفیع محشر محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

سلسلۂ نقشبندیہ

(۱) اعلیٰ حضرت مولانا و مقتدانا شاہ فضل رحمن رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت شاہ محمد آفاق رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت خواجہ ضیاء اللہ رضی اللہ عنہ

(۴) حضرت خواجہ زبیر رضی اللہ عنہ

(۵) حضرت محمد نقشبند ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶) حضرت محمد معصوم رضی اللہ عنہ

(۷) حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

(۸) حضرت باقی باللہ رضی اللہ عنہ

(۹) حضرت خواجہ امکنگی رضی اللہ عنہ

(۱۰) حضرت مولانا درویش محمد رضی اللہ عنہ

(۱۱) حضرت مولانا محمد زاہد رضی اللہ عنہ

(۱۲) حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ

(۱۳) حضرت مولانا یعقوب چرخی رضی اللہ عنہ

(۱۴) حضرت خواجہ علاء الدین عطار رضی اللہ عنہ

(۱۵) حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ عنہ

(۱۶) حضرت خواجہ میر کلال رضی اللہ عنہ

(۱۷) حضرت خواجہ سماسی رضی اللہ عنہ

(۱۸) حضرت خواجہ علی رامیتنی رضی اللہ عنہ

(۱۹) حضرت خواجہ محمود ابوالخیر فغنوی رضی اللہ عنہ

(۲۰) حضرت خواجہ عارف ریوگری رضی اللہ عنہ

(۲۱) حضرت عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ عنہ

(۲۲) حضرت خواجہ ابو یوسف .... انی رضی اللہ عنہ

(۲۳) حضرت ابو علی فارمدی رضی اللہ عنہ

(۲۴) حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی رضی اللہ عنہ

(۲۵) حضرت خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ

(۲۶) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

(۲۷) حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم

(۲۸) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

(۲۹) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

(۳۰) حضرت سرور عالم فخر بنی آدم محمد مصطفے احمد مجتبے صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم

تمت

غزل خادم آستانہ فضلیہ محمد سلیمان پنجابی عفی عنہ مدرس مدرسہ احسن المدارس کانپور

لیجئے خبر ہماری یا شاہ فضل رحمن
تجھ پہ ہو فضل باری یا شاہ فضل رحمن

جاؤن مین کسکے در پر تیرے ہی در کا سگ ہون
بگڑی بنا دے میری یا شاہ فضل رحمن

روز ازل مین مولی مین تھا مرید تیرا
وان پر ندا تھی میری یا شاہ فضل رحمن

دل و جان سے فدا ہون تیری احمدیہ در داری
قربان ہو روح میری یا شاہ فضل رحمن

محبت جناب احمد سب کو نصیب ہووے
دسوا ہو انکا بیری یا شاہ فضل رحمن

رحمت خدا سے ہمکو نعمت ملی ہے کیسی
ورد زبان پہ جاری یا شاہ فضل رحمن

آنکھیں ہون جسکی حضرت جو ہن وہ تیرا دیکھے
روشن ہو آنکھ میری یا شاہ فضل رحمن

ثابت بلال سے ہے بوسہ مزار احمد
چومون مین قبر تیری یا شاہ فضل رحمن

ولی خدا کے زندہ اسمین نہین ذرا بل
جائز ندا ہے میری یا شاہ فضل رحمن

کرا سلیمان زاری رونیسے کچھ ملے گا
اچھی صدا ہے تیری یا شاہ فضل رحمن

لیجئے قبول سے عمر کر + بیمار گلستان فضل رحمن -